انتخاب کے اہل افراد اور ان کے اہم اصول: فقہاء اور خلفاء راشدین کی آراء کی روشنی میں

Eligible Persons for election and their important principles: in the light of opinions of jurists and righteous caliphs

Altafur Rehman
Phd Scholar, Department of Usooluddin, University of Karachi.
Email: altafakhon1@gmail.com

Dr. Ubaid Ahmad Khan
Professor, Department of Usooluddin University of Karachi
Email: drubaidahmedkhan@gmail.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract

For the development and integrity of Islamic organization, it is essential to have the right system and apt people. In the absence of these two features, the country cannot progress, neither can the problems of the Muslims inhabiting that country be solved in appropriate manner, nor the ideology whose responsibility of propagation is assigned to the members of the organization, can sustain. In the end, none of the people who had endured the pains and tribulations for the supremacy and propagation of such ideology will remain steadfast. It is indispensable to appoint competent and upright persons in the positions of authority within the organization. When the appointments meet merit, and the same is done while keeping the laws of Shariah to the fore, then the center, the appointee and related Muslims will be satisfied. This will serve Islam and Muslims well. Therefore, the authorities for which the appointments are made will be discussed first, and then the manner and principles with which they are made in order to insure survival and development of the organization. Otherwise, the incurred losses will far exceed the benefits.

Key words: Election, Eligible persons, Islamic principles, Righteous caliphs,

کسی بھی اسلامی ادارے میں تقرُّر اور انتخاب کا استحقاق اور صلاحیت ہر اُس شخص کو حاصل ہے کہ جس کے احکام نافذ ہو سکتے ہوں، اور وہ امور کا مدبّر ہو، اور جس کے لئے مسلمانوں کے امور میں غور و فکر جائز ہو، اس کی تفصیل امام ابو الحسن الماوردیؒ نے اپنی کتاب "الاحکام السلطانیہ" میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے: "**هو معتبر بنفوذ الامر و جواز النظر ،فكل من جاز نظره فى عمل نفذت فيه او امره، وصح منه تقليد العمّال عليه وهذا يكون من احد ثلاثة: اوّل:-اِما من السطان المستولىٰ على كل الامور ،واِما وزير تفويض،واِما من عامل عام الولاية كعمامل اقليم او مصر عظيم يقلد فى خصوص الاعمال عاملاً،فاما وزير التفيذ فلا يصح منه تقليد عامل الا بعد المطالعة والاستمار۔**[(1)]

حکام کا تقرّر اس شخص کی طرف سے معتبر ہو گا جس کا حکم چلتا ہو، پس ہر وہ شخص کہ جس کے لئے مسلمانوں کے امور میں غور و فکر جائز ہو، اس میں اس کے اوامر نافذ ہوں گے اور اس کی طرف سے حکام کا تقرر صحیح ہو گا۔ اور یہ تین طرف سے ہو سکتا ہے جو درجہ ذیل ہیں: یا تو اس بادشاہ اور خلیفہ کی طرف سے تقرری ہو گی جو مسلمانوں کے تمام امور کا حاکم ہو یا وزیر اعظم کی طرف سے ممکن ہے، یا اس حاکم کی طرف

سے کہ جس کے پاس پورے علاقے کے انتظامی امور چلانے کا اختیار ہو، تو وہ متعلقہ علاقے کے خاص کام کسی کے حوالے کر سکتا ہے۔ وزیرِ تفویض (وزیر اعظم) ایک شخص کو تب مقرر کر سکتا ہے جب وہ پورے غور و فکر کے بعد خلیفہ کے ساتھ مشورہ کرے۔ گویا کہ ان تین کے علاوہ یہ حق کسی اور کو حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ بہت بڑی اور اہم ذمہ داری ہے ظاہر ہے کہ کسی مملکت کے اداروں، منصوبوں اور خیالات کو ظاہر کرنے اور اس کا نظام چلانے کے لئے حکومت کی تشکیل عمل میں لائی جاتی ہے اور اچھی حکومت مملکت کی فلاح و بہبود اور بُری حکومت مملکت کی تباہی و بربادی کا موجب ہوتی ہے۔

وزیر تفویض کا مطلب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں: "وزیر تفویض سے مراد وہ شخص ہے جسے خلیفہ نے اپنے اختیارات سپرد کر دیئے ہوں، اور وہ ان اختیارات کے تحت فیصلے کرنے میں خود مختار ہو، اور وہ ان معاملات میں خلیفہ سے منظوری لینے کا پابند نہ ہو"۔[2]

تقرر اور انتخاب کے حوالے سے شیخ ظافر قاسمیؒ اپنی مشہور کتاب "النظام الحکم" میں لکھتے ہیں: "**الاصل ان یکون الخلیفة هو المرجع فی تولیة العمّال ،ولکن قد یفوض الخلیفة امراءه فی تولیة من یرون الاعمال الاصلیة والفرعیة،ولا سیما فی المناطق النائبة، حیث یری الحاضر مالا یراه الغائب،وحیث تجداموروا تقتضی العجلة،لئلا تضیع او تتواقف مصالح الخلق،وهذا مبداء متفق علیه بین جمیع علماء السیاسة الشرعیة-وله امثلة کثیرة فی کتب التاریخ فتجد ابا یعلیٰ الفراء والماوردی یجیزان تولیة الامیر من قبل الوزیر ولایة عامة-**[3]

اصل یہ ہے کہ خلیفہ عمال اور حکام کے تقرر میں مرجع ہوتا ہے لیکن کبھی کبھار خلیفۂ وقت اپنے حکام کو ان لوگوں کے تقرر میں یہ اختیار دیتا ہے، جو لوگوں کے اصلی اور فرعی اعمال سے واقف ہوتے ہیں خصوصاً دور دراز کے علاقوں میں، اس لئے کہ حاضر انسان وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو کہ غائب نہیں دیکھ سکتا۔ اور اسی طرح بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ جلدی سے کرنے کے ہوتے ہیں تاکہ ضائع نہ ہو جائیں۔ یا لوگوں کے مصالح موقوف نہ ہو جائیں اور یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ شرعی سیاست کے علماء کے درمیان اتفاقی امر ہے اور اس کے لئے تاریخ کی کتب میں بھی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ ہم یعلیٰ فراءؒ اور امام ماوردیؒ کو دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں اس بات جائز سمجھتے ہیں کہ امیر کسی حاکم کا تقرّر وزیر کے توسط سے اپنی ولایتِ عامہ سے کرے۔ خلیفۂ وقت کو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ وزیر اور حاکم اس کی زیر نیابت حکام کا تقرر کرے، اور یہ اس لئے کہ خلیفہ کے لئے یہ بہت ہے کہ ملک کے سارے حکام کی تقرری اپنی صوابدید پر کرے۔

علامہ قادریؒ رقمطراز ہیں: ان میں کوئی بھی اس سے واضح ہو، یا لوگوں سے مصالح موقوف ہو اور یہ بدیہی بات ہے کہ شرعی سیاست کے علماء بھی اس کو واضح دلائل کے ذریعہ مانتے ہیں، چنانچہ فقہاء کی عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امیر کا تقرر وزیر کے توسط سے اپنی ولایتِ عامہ سے کرے، ورنہ اختلافات کا اندیشہ ہو جائے گا۔[4] "**اِن ولیّ الامر العام هو المسئول الاول عن مصالح المسلمین ،وجلبها،ودراء المفاسد عنهم،والاصل ان یقوم هو باختیار موظفی الدولة،ولکنه لما کان مِن الصعب علیه ان یباشر اختیار جمیع الموظفین فی ولایته وجب علیه ان یباشر اختیار ذوی الرتب العالیة فیها کالوزراء و نحوهم،وان یحسن اختیارهم،ویبحث لکل ولایة مِن الولایات الکبیرة عن اصلح الناس للقیام بها،وان لا یولوا جهدا فی البحث وااختیار،لان نجاحه فی اختیارهم یترقب علیه نجاحه فی سیاسته، واِخفاقة فی عدم اختیارهم یترقب علیه فشله فی سیاسته**"۔[5]

خلیفۂ وقت اور امیر مسلمانوں کے مصالح سے متعلق پہلا ذمہ دار شخص ہے جو مسلمانوں کے لئے مصالح کا حاصل کرنے والا اور ان سے مفاسد روکنے والا ہے اصل تو یہ ہے کہ وہ حکومت کے سارے عہدیداروں کا تقرر خود کرے لیکن چونکہ یہ اس کے لئے ایک مشکل کام ہے اس لئے

اس پر لازم ہے کہ اعلیٰ عہدے میں زیادہ تدبّر سے کام لے اور اس عہدے کے لئے کسی موزوں شخص کا تقرّر کرے۔ اور عہدے میں تقرر اور اہل شخص کی تقرری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کیونکہ اس کی کامیابی اہل اشخاص کی تقرری میں ہے اس کی سیاست کی کامیابی کا انحصار اسی بات پر ہے اور اس کی سیاست کی ناکامی کا انحصار بذاتِ خود اس کی طرف سے نااہل اشخاص کی تقرری پر ہے۔

آگے لکھتے ہیں: ''لما کان ولّی الامر لا یباشر اختیار جمیع الموظفین فی ولایته لعدمِ قدرته علیٰ ذلک، وجب علیه ان یحسن اختیار افراد الرتب العلیا-التی یباشر اختیار افرادھا، لیحسنوھم الاختیار فیما یتعلق بولا یاتھم۔[6] جب خلیفۂ وقت اور حاکم حکومت میں سارے ملازمین کی تقرری خود نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ اس کی قدرت سے باہر ہیں لہٰذا اس پر واجب ہے کہ وہ بطریقہ احسن اعلیٰ عہدے کے حکام کی تقرری کرے جو اپنے ماتحت عملہ کی تقرری خود کریں۔

خلاصہ کلام:

کسی بھی ادارے، ریاست اور ملک کے مصالح سے متعلق، اور ادارے کو درست سمت پر چلانے کے واسطے اصل ذمہ دار شخص خلیفہ ہے، خلیفہ کو چاہیے کہ ہر ادارے کے عہدیداروں کا تقرر خود کرے، کسی مصلحت کی بناء پر یہ کام اگر وہ خود نہیں کر سکتا، تو ان پر لازم ہے کہ تدبّر اور ہوشیاری سے کام لیکر اعلیٰ عہدیداروں کو مقرر کرے، یہ اس کی سیاست کی کامیابی کا لازمی نتیجہ ہے، اگر ہر کس و ناکس کو یا ذاتی مفاد پر کسی کو بڑے عہدے میں بیٹھا دیا جو اس کا اہل ہی نہیں تھا تو لازمی طور پر یہ ان کی ناکامی کا نتیجہ ہے، بس تھوڑی دیر چلے گا بعد میں اس کا نام و نشان ہی مٹ جائے گا، اور اس کا نقصان پورے ملک اور اس ملک کے عوام کو بھگتنا ہوگا۔

خلیفہ کے انتخاب کی تفصیل:

تقرری کے لئے پہلا معیار خلیفہ ہوتا ہے حدیثِ مبارکہ میں ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت قیس بن مالکؓ کو لکھا تھا: سلام علیک اما بعد ،فانّی استعملتک علیٰ قومک۔[7] "آپ پر سلامتی ہو اور سلام کے بعد: میں نے تمھیں اپنی قوم کا عامل "گورنر" مقرر کیا ہے"۔ خالد بن سعیدؓ فرماتے ہیں: ''قد امرّنی رسول الله ﷺ ثم لم یعزلنی حتیٰ قبضه الله۔[8] مجھے رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا اور وفات تک مجھے معزول نہیں فرمایا۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرمایا ہے: ''بعث رسول الله ﷺ سریة ثلاثه مائة وامرّ علیهم ابا عبیدة بن الجراح۔[9] زیاد بن حارث صدائی فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یا اخا صداء اِنک لمطاع فی قومک؟ بل الله هو هداهم للاسلام،فقال لی رسول الله ﷺ فلا اومرک علیهم؟ فقلت : بلیٰ یا رسول الله فکتب لی کتاباً امرنی۔ فقلت: یا رسول الله امرنی بشیء من صدقاتهم ،قال: نعم فکتب لی کتاباً آخر''۔[10]

اے صدا قوم کے بھائی۔ کیا آپ کی قوم آپ کا تابعدار رہے؟ میں نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی طرف ہدایت کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ کو اپنی قوم پر امیر مقرر کردوں؟ میں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک خط امارت کا مجھے دیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ۔ مجھے ان کے صدقات پر عامل مقرر فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور دوسرا خط بھی لکھ کر دے دیا۔ خلفائے راشدین کچھ کاموں اور کچھ دور کے علاقوں کے لئے والی اور مسئولین مقرر کرتے جیسا کہ امام طبریؒ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں ہر خلیفہ کی طرف مقرر کئے گئے والیان، مسئولین، قاضی اور محررین کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔[11]

حضرت عمرؓ کے ارشادات حضرت عمرؓ نے بصرہ والوں کے نام خط لکھا: ''انی قد ولیت علیکم ابا موسیٰ لیاخذ من قویکم

لضعيفكم،وليقاتل بكم عدوّكم، وليدفع عن دينكم،وليجبى لكم فيئكم ثم ليقسمه بينكم''۔[12]
میں نے ابو موسیٰ کو تم لوگوں پر امیر مقرر کیا ہے تاکہ تم میں سے قوی سے ضعیف کا حق واپس لیں اور تم اس کی امارت میں دشمن کے ساتھ جہاد کرو اور دین کا دفاع کرو اور تمھارے لئے وہ مال غنیمت جمع کر کے تمھارے درمیان تقسیم کریں۔ان عمر استعمل عبد الله بن مسعود علی القضاء و بیت المال ۔[13] حضرت عمرؓ نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو قضاء اور بیت المال کا امیر مقرر کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کوفہ والوں کو لکھا:"انی بعثت اِلیکم عبد الله بن مسعود"۔[14] میں نے تمھاری طرف حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کو بطورِ قاضی اور امیر بیت المال بھیج دیا ہے۔

(۲) خلیفہ اور امیر کی طرف سے اختیار ملنا

تقرر اور انتخاب کا دوسرا مرجع ہر وہ شخص ہے کہ خلیفہ وقت اور امیر اُسے تقرری کی صلاحیت اور اختیار دے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ بن جبل کو لکھا:''انظروا رجالاً صالحين فاستعملوهم على القضاء وارزقوهم"۔[15] تم نیک لوگوں کو تلاش کر کے اُن کو قاضی مقرر کرو اور ان کا وظیفہ بھی مقرر کرو۔

حضرت عثمانؓ کا اثر

جب اہلِ کوفہ نے اپنے گورنر حضرت سعید بن عاصؓ کی حضرت عثمانؓ کے پاس شکایت کی تو حضرت عثمانؓ نے اہلِ کوفہ کو لکھا:"اُنظروا من كان عاملكم ايام عمر بن خطاب فولوه،فنظروا فاذا هو ابو موسیٰ الاشعری فولوه"۔[16] "سعید بن وقاص تم اس شخص کو تلاش کرو جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں تمھارا حاکم تھا اور اس کو اپنا حاکم بنادو کوفہ کے لوگوں نے دیکھا کہ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ تھے اور انہی کو حاکم مقرر کر دیا"۔

حضرت علیؓ نے جب مالک بن حارث اشترؓ کو مصر کا والی مقرر کر دیا تو انہیں اس طرح لکھا: ثم انظروا فی امور عمالک فاستعملهم اختباراً،ولا تولهم محاباة و اثرة، فانهما جُماع شعب الجور و الخيانة۔[17] پھر حکام کے امور پر نظر دوڑائیں، انہیں کو حکام مقرر کریں جن سے امتحان لیں اور وہ لازمی صفات کے ساتھ متصف نکلیں اور حکام کو ذاتی میلان، محبت یا ترجیحی بنیادوں پر مقرر نہ کریں، اس لئے کہ اگر اُن کو ذاتی محبت، میلان، دوستی، اقرباء پروری اور ذاتی ترجیح کی بنیاد مقرر کر دیا جائے، تو یہ کل صفات (دوستی اور ترجیح بلا مرجح) ظلم اور خیانت کا سرچشمہ ہے۔

جب خلیفہ کسی حاکم کو ایک منصب پر کسی شخص کے منتخب کرنے کا اختیار دے دے اور اس حاکم کو معلوم ہو کہ خلیفہ فلاں شخص کے منتخب کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے تو حاکم کو چاہیے کہ اس شخص کو اس منصب کے لئے منتخب کرلے۔

حضرت عمرؓ کا اثر

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی طرف لکھا:''ان ابعث جنداً الى الجزيرة و امر عليهم احد الثلاثة خالد بن عرفطة او هاشم بن عتبة او عياض بن غنم فلما انتهیٰ اِلیٰ سعد كتاب عمر قال:ما اخر امير المومنين عياضا آخر القوم الا ان له فيه هوى ان اوليه وانا موليه فبعثه۔[18]

جزیرہ کی طرف ایک لشکر بھیج دو اور ان تین شخصوں، خالد بن عرطفہؓ یا ہاشم بن عتبہؓ یا عیاض بن غنمؓ میں سے کسی ایک کو امیر مقرر کر دو، جب حضرت سعدؓ کے پاس حضرت عمرؓ کا خط پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ امیر المومنین نے خط میں عیاض کا ذکر اس وجہ سے آخر میں کیا ہے کہ ان کی

چاہت ہے کہ انہی کو امیر بنایا جائے لہذا میں عیاض کو امیر مقرر کرتا ہوں اور پھر انہی کو امیر مقرر کر کے لشکر کے ساتھ بھیج دیا۔

(۳)انتظامی امور چلانے کا مکمل اختیار دینا

تقرر کا تیسرا مرجع وہ شخص ہے جسے کسی علاقے کے انتظامی امور چلانے کا مکمل اختیار حاصل ہو۔بعض اوقات خلیفہ اسے حاکم کی حیثیت سے مقرر کردے اور علاقے کے لوگ اس کی جامعیت سے استفادہ کریں۔

تاریخ طبری میں کہ " ایک مرتبہ عبید اللہ بن زیاد کی سربراہی میں کہ عراق کے بعض سفید ریش لوگ اس کے ساتھ تھے حضرت معاویہؓ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضرت معاویہؓ نے ان سے فرمایا:''اتذن لوفدک علیٰ منازلھم و شرفھم،فاذن لھم،ودخل الاحنف بن قیس فی آخرھم، وکان سیی ء المنزلة من عبید اللہ،فلما نظر الیه معاویة رحب به،واجلسه معه علیٰ سریرہ،ثم تکلم القوم فاحسنوا الثناء علیٰ عبید اللہ،والاحنف ساکت،فقال :مالک ابا بحر لا تتکلم؟ قال:ان تکلمت خالفت القوم ،فقال: انھضوا فقد عزلته عنکم، واطلبوا والیاً ترضونه۔[19]

اپنے وفد کو اجازت دو کہ میری مجلس میں حاضر ہو جائیں البتہ یہ لوگ تمھارے ہاں ان کی شرافت، مرتبے اور قدر و قیمت کے لحاظ سے میری مجلس میں حاضر ہوں یعنی ان میں سے ہر ایک اپنے اجتماعی مرتبے کی رعایت رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے داخل ہوں تو اس نے امیر المومنین کے حکم کے مطابق اپنا وفد خلیفہ کی مجلس میں داخل کیا کہ سب سے آخر میں احنف بن قیس مجلس میں داخل ہوئے اس لئے کہ یہ عبید بن زیاد کو پسند تھے جب حضرت معاویہؓ نے ان کو دیکھا تو بہت عمدہ طریقہ سے ان کو خوش آمدید کہا، اور ان کا بہت زیادہ احترام کیا، اور ان کو اپنے ساتھ اپنی مسند پر بٹھایا پھر عراقی ارکان میں شامل ارکان میں سے ہر رکن نے اپنی باری پر باتیں کیں اور عبید اللہ بن زیاد کی بہت زیادہ تعریف کی، اور احنف بن قیسؒ خاموش بیٹھے رہے تو حضرت معاویہؓ سمجھ گئے اور اس وفد سے کہا کہ میری مجلس سے اٹھ جاو عبید اللہ بن زیاد کو میں نے تمھاری سربراہی سے معزول کر دیا، اپنے لئے ایسے امیر کا انتخاب کر دو جو تمھیں پسند ہو۔

مذکورہ واقعہ سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ انتخابی طریقہ سے کام کو اس کے اہل کے سپرد کرنا اموی دورِ حکومت کی ابتداء سے عملی طور پر شروع ہو چکا تھا۔

امام طبریؒ لکھتے ہیں:''کان عمر بن ھبیرہ قال لمسلم بن سعید حین ولاہ خراسان:لیکن حاجبک من صالح موالیک فانه لسانک،والمعبر عنک،وحث صاحب شرطتک علی الامانة، وعلیک بعمّال العذر-قال:وماالعمّال العذر؟ قال: مر اھل بلد ان یختارو الانفسھم فاذا اختاروا رجلافوله:فان کان خیراً کان لک،وان کان شرا کان لھم دونک، کنت معذورا"۔[20] عمر بن ہبیرہ نے جب مسلم بن سعید کو حاکمِ خراسان مقرر کر دیا تو ان سے کہا کہ آپ کے دروازے پر دربان آپ کے آزاد کردہ نیک غلاموں سے ہونا چاہئے، کیونکہ وہ آپ کا ترجمان ہے جو آپ کے حالات سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے اور پولیس کے سربراہ کو امانت رکھنے کی ترغیب دی جائے۔ان پر عذر والے حاکموں کو منتخب کرو۔ حضرت مسلمؒ نے دریافت کیا:عذر کے حکام سے کیا مراد ہے؟ حضرت عمر بن ہیرہ نے فرمایا کہ آپ ہر علاقے کے لوگوں سے فرمادیجیے کہ وہ حاکم خود منتخب کریں۔اور جب کسی علاقے کے لوگوں نے اپنے درمیان کسی کو چن لیا تو آپ ہر علاقے کے لوگوں پر حاکم مقرر کر دیں۔پس اگر منتخب شدہ فرد باصلاحیّت ہو تو فائدہ آپ کا ہو گا۔اگر باصلاحیّت نہ ہو تو نقصان عوام کا ہو گا۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں ہو گا اور پھر لوگوں کے سامنے آپ معذور ہوں گے۔

جیسا کہ امام طبریؒ نے ہی اپنی تاریخ میں ۶۴ سن ھجری کے حوادث میں یہ بات نقل کی ہے:جب یزید بن معاویہؓ فوت ہو گیا تو عبید اللہ

بن زیاد جو کہ بصرہ کا حاکم تھا منبر پر بیٹھ گیا اور خطبہ شروع کر دیا حمد اور ثنا کے بعد کہا:**إن امیر المومنین یزید بن معاویة قد توفی،وقد اختلف اهل الشام ،وانتم الیوم اکثر الناس عدداً، واعرضه فناءً، واَغناه عن الناس،واوسعه بلاداً،فاختاروا لانفسکم رجلاً ترضونه لدینکم و جماعتکم،فانا اول راض مَن رضیتوه و تابع۔**(21)

امیر المومنین یزید بن معاویہؓ وفات پاگئے اور اہلِ شام کے درمیان ان کی جگہ پر اختلافات پیدا ہو گئے تم لوگ آج اسلامی ممالک میں لوگوں کی تعداد اور وسعتِ زمین کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہو، دوسری صوبوں کی تمھیں ضرورت نہیں اور دوسری صوبوں کی بنسبت تمھاری زمین وسیع بھی ہے پس تم لوگ جمع ہو جاو اور اپنے لئے ایک ایسا امیر مقرر کر لو جو تمھیں پسند ہو اور تم اس کی دیانتداری اور اجتماعی خدمت سے راضی اور مطمئن ہو جب تمھیں ایسا مناسب شخص مل جائے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس کی تابعداری اور مدد کروں گا اور اس سے راضی اور مطمئن ہوں گا۔

خلاصہ کلام:

اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کو اس بات کا استحضار تھا کہ یزید کی موت سے اس کی ولایت بھی ختم ہو گئی اس لئے اس نے اہلِ بصرہ سے خطاب کیا کہ اپنے لئے دیانتدار اور مناسب سربراہ منتخب کر لو کہ جس پر آپ سب جمع ہو سکیں اور ان سے یہ بات بھی کی کہ یزید کی موت کے بعد شام میں اس کا جو نائب مقرر ہو تم اس کے ماننے اور نہ ماننے میں خود مختار ہو۔

اہلِ عذر یا عمالِ العذر کی اصطلاح اسلامی تاریخ کی دوسری کتابوں میں بھی نظر آتی ہے لیکن مذکورہ اصطلاح ان کتابوں میں علیحدہ معنیٰ میں استعمال کی گئی ہے اور یہاں کسی اور معنیٰ میں استعمال کی جائے گی، یہی معنیٰ ابنِ حمدون کی کتاب التذکرۃ الہرویۃ میں اس طرح آئے ہیں کہ

"استشار عمر بن عبد العزیز فی قوم یستعملهم فقال له بعض اَصحابه: علیک باهل العذر الذین اِن عدلوا،فهو مار جوتَ فیهم،وإن قصرو قال الناس: اجتهد عمر۔(22)

حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے مشاورین سے بعض لوگوں کے مقرر کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو ایک آدمی نے اس طرح کہا کہ اہل العذر کو مقرر کر دو کہ یہ مذکورہ لوگ اپنے دن کے کاموں میں ملت کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لیں تو آپ کی چاہت پوری ہو جائے گی اور اگر ان لوگوں سے اپنے کاموں میں کسی قسم کی کوتاہی ہوئی تو لوگ کہیں گے کہ عمر بن عبد العزیز نے اس شخص کی تقرری میں اجتہاد کیا لیکم حق کو نہ پہنچے۔

اسلامی اِدارے میں تقرّر کے اہم اصول وآداب کی تفصیل:

اسلامی ادارے میں تقرر کے اہم اصول و آداب جو قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور خلفائے راشدین کے تعامل اور اسلام کے "سیاسی ماہرین" کے اقوال سے ثابت ہیں، مندرجہ ذیل میں ان کی تفصیل بالترتیب ذکر کیا جائے گا۔

علامہ مبارکؒ فرماتے ہیں کہ

"اسُسُ التعین او تقلید الوظائف والاعمال التی تلاحظ عملیاً فی عهد الرسولﷺ، و نظریا فی احادیثه، وکذلک فی عمل الخلفاء الراشیدین من بعده هی اسُسُ موضوعیّة تستند اِلیٰ عنصری الکفایة او المقدرة من جهة،والامانة والاخلاق من جهة اخریٰ،مع ملاحظة اعتبارات اخریٰ یدخل بعضها ضمنا ً فی العنصرین السابقین کالحزم و عدم الضعف،وبعضها من قبیل مراعاة الاجتماعیّة کان تراعی العلاقة بین العامل او الامیر والبئة او المجتمع الذی یولیٰ علیه بحیث تودی اِلیٰ طاعته و عدم النفور منه لسبب من الاسباب۔ (23)

اسلامی ادارے میں تقرر اور مسلمانون کے امور کسی اہل شخص کو سپرد کرنے کے لئے دورِ نبوت میں جو زرین عملی اصول موجود تھے یا رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں جو نظریاتی اصول موجود ہیں اور اس طرح خلفائے راشدینؓ کے جو اصول ہیں وہ اس طرح وضع ہو چکے ہیں ، کہ جس میں کفایت شعاری اور قدرت کا عنصر ایک طرف موجود ہے جبکہ امانت اور اخلاق کا عنصر دوسری طرف، بملاحظہ دوسری دیگر حیثیتوں کے جو کہ ان دونوں عنصروں کے ضمن ہی میں آتے ہیں، مثلاً سنجیدگی اور قوت وشوکت اور ان کے علاوہ بعض امور کہ جن کا تعلق کسی قبیلے کی اجتماعی سیاست سے ہوتا ہے مثلاً اس حاکم اور امیر اور جن لوگوں پر اس کی تقرری ہوتی ہے ان کے درمیاں مناسبت، کہ اس کے نتیجے میں ماتحت عوام امیر کی اطاعت کریں اور بوجہ معقول متنفّر نہ ہوں۔

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:''فکل من کان اعرف واقدر واوجه واهیب اصبر علیٰ ما یصیبه من الناس کان اولیٰ، و ینبغی للسلطان: ان یتفحص فی ذلک،ویولی من هو اولیٰ لقوله علیه السلام : من قلد انسانا عملاً وفی رعیته من هو اولیٰ فقد خان الله و رسوله و جماعة المسلمین''۔(24)

علامہ ابنِ عابدین ہر وہ شخص اہل ہوگا جو اہلیت میں مشہور اور متعلقہ امور پر قادر ہو اور دیگر لوگوں کی بنسبت مقبول اور بہت ہیبت کا مالک ہو اور لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر بہت صبر کرنے والا اور تقرری میں بہت بہتر ہو۔ اور حاکمِ وقت پر واجب ہے کہ وہ اوصافِ مذکورہ کے ساتھ موصوف شخص کی تقرری کرے اور ایسے شخص کو مقرر کرے کہ جو متعلقہ منصب کے لئے دیگر لوگوں کی بنسبت اعلیٰ درجے کا ہو۔

اس حوالے سے فرمانِ رسول ہے:''من تولیٰ المسلمین شیا فاستعمل علیهم رجلاً وهو یعلم ان فیهم من هو اولیٰ بذلک واعلم منه بکتاب الله وسنته رسوله فقد خان الله ورسوله وجمیع المسلمین'(25)

جو شخص مسلمانوں کے امور میں کسی چیز کا والی اور ذمہ دار بنا، پھر اس نے مسلمانوں پر کسی شخص کو حاکم بنایا حالانکہ اس سے معلوم ہے کہ مسلمانوں میں اس حاکم سے بہتر شخص موجود ہے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا اس سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ تو اس والی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور تمام مسلمانوں سے خیانت کی۔

لوگوں کی تقرری میں رسول اللہ ﷺ کا تعامل

رسول اللہ ﷺ کا عام دستور یہ تھا کہ آپ ﷺ ہر کام کے لئے اہل اور مناسب اشخاص کا انتخاب فرماتے تھے۔ علامہ محمد مبارکؒ نے یہ بھی لکھا ہے:''اِن الرسول ﷺ کان یولی الصحابة مراعیاً کفایتهم و خبرتهم فیما یولیهم ایاه من امور الدولة،فعین خالد بن الولید قائداً لما فیه الشجاعة و حسن الرای والخبرة فی امور القتال مع ان فی الصحابة مَن هو اعبد منه و افقه واسبق اسلاماً"۔(26)

رسول اللہ ﷺ ملک کے اہم مناصب پر جن اصحابؓ کا انتخاب وہ اصحابؓ ان مناصب پر مکمل عبور رکھتے تھے اور ان کے بارے میں کافی علم رکھتے تھے۔ مثلاً خالد بن ولیدؓ کا سپہ سالار مقرر فرمایا کیونکہ وہ بہادری، بہترین سمجھ بوجھ اور جہادی امور میں کافی علم و تجربہ رکھتے تھے۔ باوجود یہ کہ اصحابِ رسول ﷺ میں ایسی ہستیاں موجود تھیں جو عبادات اور علم میں اُن سے زیادہ اور اسلام لانے میں اُن سے سابق تھے۔

اسی طرح علامہ ابو فارسؒ لکھتے ہیں:کان الرسول ﷺ یطبق اسُسُ الاختیار علیٰ کل مرشح لای عمل من الاعمال: کالامارة،والولایة،والقضاء، فاذانطبقت علیٰ احد عینه،واِذا لم تتوافر فی احد من الناس اعتذر له و صارحه بانه لا یصلح للامارة،وان کان من خیار اصحابه۔(27)

رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ آپ ﷺ کسی اہم منصب یا کام کے لئے جن افراد کو منتخب فرماتے ان میں اس منصب کی کافی قابلیت موجود

ہوتی تھی۔ مثلاً مجاہدین کی سربراہی، کسی علاقے کی حاکمیت اور قاضی مقرر کرنا وغیرہ، تو جب کسی کام کی قابلیت کسی میں پا لیتے تو وہ اس کو حوالہ کرتے۔ بصورتِ دیگر اس شخص سے انکار فرماتے جس میں مطلوبہ اوصاف موجود نہ ہوتے اور صاف صاف فرماتے کہ تم سربراہی کے لئے موزون نہیں ہو۔ خواہ مذکورہ شخص بہترین اصحابؓ میں سے کیوں نہ ہوتا تھا۔

شیخ غالب قریشی لکھتے ہیں: **لا يولى غير القادرين على التمام، ولا يولى الضعفاء جلائل الاعمال، وعويصا مهما كانت تقواهم، و ثقتهم، ولو طلبوا ذلک هزداد التاكيد فى منعهم، فهذا ابوذر الغفارى اتى اليه فيطلب منه ان يوليه علىٰ جهة مما ولاه الله، فيرفض الطلب، و يوضح السبب، مصارحابه ليزول العجب ،وليكون علىٰ علم، وليكون درسا له و لغيره كذلک الى يوم القيامة۔**[28] حضور ﷺ ان لوگوں کی تقرری نہیں کیا کرتے تھے جو اپنے منصب کے فرائض سنبھالنے پر قادر نہ ہوتے۔ اور نہ ضعیف لوگوں کو بڑے کام اور پیچیدہ منصوبے حوالہ کرتے، اگرچہ وہ زیادہ متقی اور معتمد ہوتے تھے، اگر وہ اس کام اور منصب کا مطالبہ کرتے، تو رسول اللہ ﷺ انہیں بڑی تاکید کے ساتھ منع فرماتے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ کے ہدایتِ یافتہ صحابی حضرت ابوزر غفاریؓ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لے آئے اور کسی منصب کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا مطالبہ نہیں مانا۔ اور اس کا سبب اس پر واضح فرما کر صراحتاً انہیں فرمایا کہ ابوزرؓ، تم ضعیف ہو، اور یہ ان کی خاطر کہ اس عجب زائل ہو جائے اور انہیں معلوم ہو جائے اور تاکہ ان کے لئے اور ان کے بعد کے لوگوں کے لئے قیامت تک درس عبرت بن جائے۔

مشورہ کرنا

اسلامی حکومت کسی خاص آدمی کی ذاتی یا خاندانی ملکیت نہیں ہوتی اور قرآنی حکم کی بناء پر امورِ حکومت پر مشورہ لازمی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **وشاورهم فى الامر۔**[29] "حکومت کے امور میں ذی ربط لوگوں کے ساتھ مشورہ کرنا"۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اسلامی حکومت کی مدح اور تعریف میں فرمایا: **وامرهم شورىٰ بينهم۔**[30] "ان کی حکومت کے امور باہمی مشورے سے انجام پاتے ہیں"۔

دونوں آیتوں میں لفظ امر آیا ہے اور احادیثِ کثیرہ اور آثار میں امر سے مراد حکومت اور خلافت ہے۔ اس ضمن میں استاذ محترم مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں: ”اتحاد قومیت کی بنیاد ہو گا اور مملکت کے لئے لازم ہو گا کہ مسلمانوں سے جغرافیائی، قبائلی، نسلی، لسانی اور دیگر غیر اسلامی تعصّبات کو دور کرے اور ملتِ اسلامیہ کی وحدت و استحکام کے لئے کوشاں ہو، اور تمام مسلمان باشندوں کے درمیان معاشرتی مساوات قائم کرے“۔[31] مشورے کے اصول کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو بھی اسی کو اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ ان سے درگزر کرو، ان کے لئے مغفرت چاہو اور ان سے معاملات میں مشورہ لیتے رہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت اور امیر بڑے بڑے عہدوں کے لئے جن حاکموں کو مقرر فرمائے اس کے بارے میں شوریٰ سے باقاعدہ مشورہ کرے۔ پھر شوریٰ کے فیصلے کی روشنی میں اہل لوگوں کی تقرری کرے، یہ بات اس لئے نہیں کہ خلیفہ تقرری کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ اس لئے کہ خلیفہ اور حاکم چناو کے وقت غلطی نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: **ولو كنت مومراً من غير مشورة لامرت عليهم اطبن ام عبد۔**[32] اگر میں مسلمانوں کے مشورے کے بغیر کسی کو امیر کرتا تو ان پر عبداللہ بن مسعودؓ کو کرتا۔ **دلنى علىٰ رجل من قومک استعمله، فدللته علىٰ رجل منهم، فاستعمله۔**[33] تم مجھے اپنی قوم میں کوئی ایسا آدمی بتاو کہ اسے عامل مقرر کروں تو میں نے اپنی قوم میں (آپ ﷺ) کو ایک فرد کا پتہ دیا اور آپ ﷺ نے اسے عامل مقرر کر دیا۔

حافظ ابن قیمؒ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھاہے: منها استشارة الامام لذی الری من اصحابه فی من یولیه -(34)
حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ امامِ وقت اپنے ساتھیوں میں سے اصحاب الرائے کے ساتھ اس شخص کے متعلق مشورہ کرے گا کہ جس کی تقرری کی جاتی ہو۔امارت کے کام کی اصلاح نہیں کی جاسکتی، مگر ایسی سختی کے ساتھ کہ جس میں تکبر نہ ہو اور ایسی نرمی کے ساتھ کہ جس میں ضعف نہ ہو۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ارشاد

شاور ابو بکر اصحابه فیمن یبعث اِلی البحرین-فقال له عثمان بن عفان: ابعث رجلاً قد بعثه رسول الله ﷺ اِلیهم فقدم علیه باسلامهم،و طاعتهم، وقد عرفوه، وعرفهم وعرف بلادهم-(35)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک صحابیؓ کے بارے میں مشورہ کیا کہ جس کو بحرین بھیجنا تھا تو حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا کہ آپ اس شخص کو بھیج دیں جس کو رسول اللہ ﷺ نے دعوتِ دین کی خاطر ان کی طرف بھیج دیا ہو اور لوگوں نے اس کے ہاتھ پر دینِ اسلام قبول کیا ہو اور اس کی اطاعت کی ہو اور ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے بھی ہو۔اور یہ کہ اس کو علاقے کے عقل مند لوگ بھی اچھی طرح جانتے ہوں۔

حضرت موسیٰ بن انسؓ فرماتے ہیں:''اِنّ اَبا بکر لما استخلف بعث اِلیٰ انس لیوجهه الی البحرین علی السعایة، فدخل علیه عمر فاستشاره فقال: ابعثه فانه لبیب کاتب،قال فبعثه"-(36) "حضرت ابو بکرؓ جب خلیفہ بنے،تو انہوں نے حضرت انسؓ کو شکایتوں کی تحقیق کے لئے بحرین بھیجنے کا ارادہ کیا،تو حضرت عمرؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت انسؓ کے بارے ان سے مشورہ طلب کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا:ان کو بھیج دیں کیونکہ وہ عقلمند اور خوشخط کاتب ہے،تو حضرت عمرؓ نے انہیں کو بحرین بھیج دیا"۔

اسی طرح جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عثمانؓ کو بلا کر فرمایا:اشرّعلیّ برجل وواللہ اِنک عندی لها لاهل و موضع فقال:عمر-(37) تم مجھے کسی شخص کے بارے میں مشورہ دو(جسے میں منتخب کروں)خدا کی قسم تم ہی اس مشورہ کے اہل ہو۔آپؓ نے مشورہ میں فرمایا کہ حضرت عمرؓ اس کے اہل ہیں۔

حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

حضرت عمرؓ کسی علاقے کے والی یا حاکم مقرر کرنے سے پہلے کبار صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے تھے:كان اختيار الولاة بعد مشاورة كبار الصحابة فقد قال عمر لاصحابه یوما: دلونی علیٰ رجل اِذا کان فی القوم امیراً کانه لیس بامیر،واذا لم یکن بامیر فکانه امیرهم- فاشاروا الیٰ الربیع بن زیاد-(38) خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کسی علاقے کے والی یا حاکم مقرر کرنے سے پہلے کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مشورہ فرماتے تھے۔ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے ایسا شخص دیکھاو کہ وہ بحیثیتِ امیر اپنی قوم کے درمیان ایک عام شخص کی طرح زندگی بسر کرے اور جب وہ امیر نہ ہو تو لوگوں میں مقبولیت کی بناء پر ایسا معلوم ہو گویا کہ وہ امیر ہو۔یہ سن کر اصحابِ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ مطلوبہ صفات پر حضرت ربیع بن زیادؓ پورا اترتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا طرزِ عمل

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا دستور تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں اور رفقاء کے ساتھ ضرور مشورہ فرماتے۔ابنِ قتیبہؒ لکھتے ہیں:"استشار عمر

بن عبد العزیز فی قوم یستعملھم -فقال بعض اصحابہ: علیک باھل العزر- ومن ھم؟ قال: الذین اِن عدلوا فھو مارجوتَ منھم واِن قصروا قال الناس: اجتھد عمر"-(39)

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ اپنے رفقائے کار کے ساتھ ان لوگوں کے بارے میں صلاح و مشورہ کیا کہ جن کو مناصب سونپتے تھے۔ بعض ساتھیوں نے جواب دیا کہ آپ کے لئے مناسب یہ ہے کہ آپؒ اصحابِ عزر کو مقرر فرمادیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے پوچھا کہ اصحابِ عزر کون لوگ ہوتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں کہ اگر انہوں نے عدل و انصاف سے کام لیا تو وہ آپؒ کی توقع پر پورے اترے، اور اگر انہوں نے اپنے امور میں عدل میں کمی کی تو وہ لوگ آپ کے بارے میں یہ کہیں گے کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے انتخاب میں اپنی پوری کوشش کی ہے۔

وہ مسلمان ہو:

جس شخص کو مسلمانوں کا منصب حوالہ کیا جاتا ہے اس کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے۔ وہ یہودی، نصرانی اور کافر نہیں ہوگا۔ اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک گروہ سے وابستہ ہوگا تو پھر اُسے مسلمانوں کے امور حوالہ کرنا جائز نہیں اور اس شخص کو دفتری امور یا بیت المال کی ذمہ داری حوالہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم**

اے ایمان والو نہ بناؤ بھیدی کسی کو اپنوں کے سوا۔ امام ابو بکر جصاص حنفیؒ لکھتے ہیں: **فی ھذه الایة دلالة علیٰ انه لا یجوز الاستعانة باھل الذمة فی امور المسلمین من العمالات والکتبة-**(40) امام موصلی شافعیؒ لکھتے ہیں: **لا یجوز تولیة ایھود والنصارٰی علی المسلمین ،ولا استکتا بھم علیٰ بیت المال المسلمین-**(41) مسلمانوں پر یہودی اور نصرانی بطورِ حاکم مقرر کرنا جائز نہیں اور انہیں مسلمانوں کے بیت المال کے لئے کاتب مقرر کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: **سپردن کارھای مسلمین بکفار اصلاً درست نسیت-حضرت عمر ازین امر نھی شدید فرموده اند -** (42) شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ فرماتے ہیں: **لا یجوز ان یولیٰ الکتابی شیأ من ولایات المسلمین لا علیٰ جھات سلطانیة، ولا اخبار الامراء، ولا غیر-**(43) کتابی کافر کو سربراہی کے منصب پر مقرر کرنا جائز نہیں، اور نہ سفارت کے منصب پر، اور نہ ہی دوسرے اہم مناصب پر۔

حضرت عمرؓ کے ارشادات

حضرت عمرؓ یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ مسلمانوں کے امور پر کسی یہودی یا نصرانی کو مقرر کیا جائے۔ وثیق رومیؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کا غلام تھا حضرت عمرؓ نے ایک دن مجھ سے فرمایا: **اسلم فانک اِن اسلمت استعنت بک علیٰ امانة المسلمین ،فانه لا ینبغی لی ان استعین علیٰ امانتھم بمن لیس منھم-قال-فابیت-فقال عمر: لااکراہ فی الدین- فلما حضرته الوفاة اعتقنی فقال: اذھب حیث شیت-**(44) ترجمہ: اگر تم اسلام لاؤ تو میں تمھیں مسلمانوں کے چند امور کا منصب حوالہ کروں گا جو مسلمانوں کی امانت ہے۔ اور اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو پھر یہ میرے لئے جائز نہیں ہے کہ میں کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے امور کی ذمہ داری حوالہ کروں۔ وثیق رومیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی خوشی سے اسلام قبول نہیں کرتے تو اور بات ہے کیونکہ قبولِ اسلام میں جبر و زیادتی نہیں ہے۔ جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے آزاد کیا اور فرمایا جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: **اِن ھھنا رجلاً من الانبار نصرانیاً له بصر، بالوالدین لواتخذته کاتباً-**

فقال: لقد اخذت اِذاً،بطانة من دون المومنین۔[45]

کلمات سیدنا عمرؓ

کہ یہاں انبا قوم کا ایک نصرانی آدمی ہے جو دفتری امور میں بہت مہارت اور تجربہ رکھتا ہے۔اور اگر آپ چاہیں تو انہیں اپنے دفتر میں محرر مقرر فرمادیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے کافروں کے ساتھ مخفی دوستانہ تعلقات قائم کر لیئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک دفعہ بصرے کے والی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس آئے اور انہیں حساب وکتاب لکھنے کو کہا وہ گئے اور چند لمحون کے بعد لکھا ہوا حساب لے آئے اور اپنے تمام مصارف کا حساب کتاب لکھا ہوا پیش کیا جب حضرت عمرؓ یہ لکھا ہوا تیار حساب کتاب دیکھا تو حیران ہوئے اور پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے، انھوں نے جواب دیا کہ میرے ایک کاتب نے لکھا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنے اس کاتب کو میرے پاس لے او تا کہ وہ میرے لئے شام سے آئے ہوئے خطوط پڑھ سکے۔ حضرت موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا کہ میرا کاتب مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیا وہ نجاست آلود ہے انھوں نے کہا نہیں وہ جنب ہے:ولکنه نصرانی-قال:فضرب عمر فخذی ضربة کاد یکسرها،ثم قال:اما سمعت الله تعالیٰ یقول:یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء بعضهم اولیاء بعضافلا اتخذت کاتباً حنیفاً یکتب لک قال: یا امیرالمومنین مالی وماله؟ له دینه وله کتابته فقال عمر:لانا منهم اِذا خونهم الله،ولا نکرمهم اذا اهانهم الله،ولا ندنیهم اِذا اقصاهم الله-[46]

ترجمہ: لیکن وہ نصرانی ہے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے میری ران پر ایسا زبردست مارا کہ گویا وہ عنقریب ٹوٹ جائے گی۔اور پھر فرمایا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد نہیں سنا کہ اے مومنو۔یہودیوں اور نصرانیوں کو دوست مت بناو کیونکہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں۔لہذا تمھیں چاہیئے کہ ایسا محرر تلاش کرو جو مسلمان ہو اور وہ تمھارے لئے کتابت کرے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے فرمایا:اے امیر المومنین میرا اور ان کا کیا رشتہ ہے،اس کا اپنا دین ہے وہ صرف میرے لئے کتابت کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:ہم ان پر اعتماد نہیں کرتے، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل ورسوا کر دیا ہے۔نہ ہم ان کو اپنا قریبی دوست بنائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر رکھا ہے۔ایک روایت میں یہودی کا کاتب مقرر نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے:"لان کاتب الامر یطلع علیٰ اسراره ویعظمه الناس لاجل ذلک ویهابونه-[47] کہ ایک یہودی کاتب اس کے رازوں پر مطلع ہو جائے گا دوسرا یہ کہ اس کے منصب کی وجہ سے اس کی عزت کریں گے اور اس سے ڈریں گے۔جب ایک کام کو مکمل کرنے اور انجام دینے کی اہلیت کسی مسلمان میں موجود ہو۔تو مذکورہ کام کے لئے کافر کو مقرر نہیں کرنا چاہیے۔کسی مملکت کے اداروں ،منصوبوں اور خیالات کو ظاہر کرنے اور اس کا نظام چلانے کے لئے حکومت کی تشکیل عمل میں لائی جاتی ہے اور اچھی حکومت مملکت کی فلاح و بہبود اور بُری حکومت مملکت کی تباہی و بربادی کا موجب ہوتی ہے۔

نتائج:

- اہم منصب کے اندر سنجیدگی اور قوت و شوکت کے علاوہ امانت داری اور اخلاق کا عنصر ہونا ضروری ہے۔
- اہل شخص کی تقرری واجب ہے ورنہ نااہل شخص کی تقرری پر حاکم گنہگار ہو گا۔
- اہل منصب یا کام کہ جن کو سپرد کیا جاتا ہے ان میں اس منصب کے لئے کافی قابلیت ہونی چاہیے۔

جو اپنے منصب اور فرائض سنبھالنے پر قادر نہ ہو یا اگر ضعیف ہو تو ان کو کسی بڑے عہدے پر بیٹھانا حدیث کی رو سے جائز نہیں ہے۔

اسلامی ادارے یا حکومت کسی خاص آدمی کی ذاتی یا خاندانی ملکیت نہیں تو قرآنی حکم کی بناء پر امورِ حکومت پر مشورہ ضروری ہے۔

امامِ وقت پر لازم ہے کہ اصحابِ رائے کے ساتھ اس شخص سے متعلق مشورہ کرے کہ جس کی تقرری کی جاتی ہو۔ کسی یہودی یا کتابی کافر کو سربراہی کے منصب پر مقرر کرنا جائز نہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات

1۔امام ماوردیؒ، ابو یعلیٰ، الاحکام السلطانیہ، 1357 ھ مکتبہ مصطفیٰ الحلبی ص:۲۰۹، الباب الثامن عشر فی وضع الدیوان وذکر احکامہ۔

Imam Māwardī, Abū Ya'la, Al-Ahkam Al-Sultāniyah, 1357 AH, Mustafa Al-Halabī's p.209, Albab alsamin mn shara fi Waza aldewan wa zkr Ahkama

2۔، مفتی محمد تقی عثمانی، اسلام اور سیاسی نظریات، مکتبہ معارف القرآن کراچی، ۱۴۳۱ھ ۲۰۱۰ء ص،۳۱۷

Mufti Muhammad Taqi, Osmānī, Islam or Siyasī Nazriat, Maktaba Maariful Qur'an Karachi, 1431 AH 2010 A.D.p.317

3۔، ظافر قاسمیؒ، النظام الحکم، دار النفائس بیروت، ۱۳۹۳ھ ۱۹۷۳م (س ن) ج ا ص:۴۹

Zāfir Qasimī , Al-Nizam Al-Hakam, Dar Al-Nafāis, Beirut, 1393 A.H. 1973 A.D. (S. N.) Vol: 1 P.49

4۔ قادری، الکفاءۃ الاداریۃ ص ۱۶۱، المبحث الاول واجب ولی الامر فی اختیار الاکفاء من ذوی الرتب العالیۃ، ص، ۱۶۳

Al-Qādarī, Al-Kifa'at Al-Adariyat, Almabhasul Awal wajib waliu almar fi ikhtiar al akfa mn zwi al ratb alalia, p.163

5۔ ایضاً، ص۔ ۱۶۴ — Ibid

6۔ ایضاً — Ibid

7۔ ابو یعلیٰ الموصلی، مسند، دار التاصیل، ۱۴۳۸ھ ۲۰۱۷م کتاب سلمۃ الھمدانی ص ۳۱۸

Abū Ya'la, Musnad, Imam Abu Ya'la al-Mawsili, Dar al-Taseel, 1438 AH2017 AD, Kitab Salma al-Hamdani, p. 318

8۔ عمر رضا کحالہ، المستدرک، ۱۴۰۶ھ ۱۹۹۵ موسسۃ الرسالۃ بیروت ج ۲ ص، ۲۷۵

Omar Redā Kahalah, Al-Mustadrak, 1404 AH 1995, Muasisat Al-Resalat , Beirut, Vol. 2, p. 275

9۔ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، ج ۲ ص، ۱۴۸ کتاب الامارۃ باب فی اباحۃ میتات البحر، دار لکتب العلمیہ بیروت (س ن) ص، ۱۴۸

Muslim bin Hajjaj Sahih Muslim, Volume 2, p. 148, Kitab al Emara, Bab fi Abahat Metat al baher, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut (Sn) p.148

10۔ البیھقی، الحافظ ابی بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، دار الفکر بیروت لبنان، ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶م ج، ۵، ص، ۳۵۶

Al-Bayhaqi, Al-Hāfiz Abi Bakr Ahmad Bin Al-Hussein Bin Ali, Al-Sunan Al-Kubra, Dar Al-Fikr Beirut Lebanon, 1416 AH 1996 AD, Vol 5, p.356

11۔ طبری،، الامام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرۃ، ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹م ج ۴، ص:۲۴۱

Tabari, Imām Abū Jaafar Muhammad bin Jarir al-Tabari, Tareekh al umam walmuluk, Matbat ul Al-Istiqamah Bilqahirah, 1357AH 1939 AD, vol. 4, p. 241

12۔ الامام الحافظ ابو الفداء اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ، ادارۃ الشئون الاسلامیہ, دولۃ قطر، ۱۴۳۶ھ ۲۰۱۵م ج ۵، ص:۱۵۶

Al-Imam Al-Hāfiz Abū Al-Fida Ismail, Albadaya wal nahaya, edarat Al-Shanun Al-Islamiyyah, Dalat Qatar, 1436 AH 2015 AD, vol. 5, p.156

13۔ ندیم مر علی، اسامہ مر علی، کنز العمّال،، الترکۃ المتحدۃ للتوزیع، ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴م ج، ۱۳ص ۴۶۱ رقم، ۳۷۱۹۹

Nadeem Mar'ali, Osama Mar'ali,Kinz al-Amal, altarkat almutahidah liltawzeeh, 1404A.H. 1984 A.D. Vol.13 P. 461 Raqam. 37199

14۔ ایضاً

Ibid

15۔ ۳۲عبد الباقی، اسلام کا نظامِ سیاست و حکومت، مکتبۃ الحقانیہ، پشاور، ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱م اج ۲عبد الباقی

Abd al-Bāqi, Islam ka Nizam e Siyasat, Maktaba al Haqqaniyah, Peshawar, 1432 A.H. 2011A.D, Vol. 2 Abd al-Baqi

16۔ مسعودی علی بن الحسین، مروج الذھب و معادن الجوھر، موسسۃ دار الہجرۃ، ج ۲، ص ۳۳۸

Masoud Ali ibn al husaini, Murawij Al-Dhahab wa maadan Al-Jawhar, Muasisat dar Al-Hijra , Vol. 2, p.338

17۔ رضی، سید شریف، نھج البلاغۃ مکتبۃ امامیہ پبلکشنز لاہور، اکتوبر ۱۹۶۲ص ۴۲۹

Razi, Syed Sharif, Nahjul Balagha Maktab Imamia Publications, Lahore, October 1962 P.429

18۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، علی بن حسن شافعی، دار الفکر بیروت، لبنان ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷م ج ۴۵، ص ۴۳

Ibn e Asāker, Tareekh Madina Damascus, Ali bin Hassan Shāfi'i, Dar Al-Fikr, Beirut, Lebanon, 1418 AH 1997 AD, vol. 45, p. 43

19۔ الامام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الامم والملوک، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاہرۃ، ۱۳۵۷ھ ۱۹۳۹م تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۱۶

Al imam Abi Jaafar Muhammad bin Jarir al-Tabari,, Tārīkh alumam walmuluk Matbaat Al-Istiqamah bil Qahirah, 1357 AH 1939 AD, Tareekh Tibri Vol. 5, p. 316

20۔ ایضاً ج ۷ ص ۳۵

Ibid, Vol.7, p.35

21۔ ایضاً ج ۵، ص ۴۴

Ibid, Vol. 5, p. 44

22۔ ابنِ حمدون محمد بن حسن بن محمد علی، التذکرۃ الحمدونیۃ، دارِ صادر، بیروت لبنان۔ ۱۹۹۶ء ص ۵۰

Ibn Hamdoun Muhammad bin Hassan bin Muhammad Ali, Al-Tazkar Al-Hamdunia, Dar Sader, Beirut, Lebanon. 1996 p. 50

23۔ علامہ مبارک، نظام الاسلام الحکم والدولۃ ص ۹۵، تولیہ من یقومون بوظائف الدولۃ وشوونھا من اھل الکفایۃ والامانۃ

Allama Mubārak, Nizam al-Islam al-Hakam al-Dawla p.95, Tawlia mn Yaqoomon bi wazaif al dawlaat wa Shownuha mn Ahlil kifayat wl amanat

24۔ ابنِ عابدین، ردّ المحتار علی الدرّ المختار، دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷م ج ۴، ص: ۳۳۹، کتاب القضاء مطلب فی الکلام علی الرشوۃ والھدیۃ

Ibn 'Abidīn, Rad al-Muhtar Ali al-Durra al-Mukhtar, Dar al-Ahya al-Tarath al-Arabi, Beirut, Lebanon1418 AH 1997AD Vol.4, P. 339, Kiataab alqada Matlab fi alkalam ali alrishwat wal hadyat

25۔ علامہ بدر الدین العینی، البنایۃ شرح الھدایۃ،، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء

Allama Badr Al-Din Al-Aynī, Al-Bannayat Sharh Al-Hadayat, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, Lebanon, 1420 AH 2000 AD.

26۔ علامہ مبارک، نظام الاسلام الحکم والدولۃ، دار الفکر (س ن) ص ۳۳ الخبرۃ السیاسۃ والادارۃ

Allama Mubarak, Nizam-ul-Islam Al-Hakam Wal-Dawlat, Dar-ul-Fikr (SN) p.33 Alkhabrat al siyasat wl idarat

27۔ محمد ابو فارس، النظام السیاسی فی الاسلام، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹م بیروت لبنان، ص ۱۴۹، اسس اختیار الولاۃ

Muhammad Abu Faris, Al Nizam al siyasi fil Islam 1419 AH, 1999 A.D Beirut, Lebanon, p.149, asas ikhtiar al walat

28۔ مولانا شبلی نعمانی، الفاروق، اج اص ۶۳۔ المبحث الربع الادارۃ والتنظیم الاداری فی عھد النبی ﷺ

Maulana Shibli Nu'manī, Al-Faruq, vol. 1, p.63. Almabhas Alruba al idart wl tanzeem al idari fi Ahd alnabi Sallahu alaihi wasalam

29۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹

Surah Al Imran Ayat :159

30۔ سورۃ شوریٰ آیت ۳۸

Surat Shūra Ayat : 38

31 ۔ اسلام اور سیاسی نظریات: ص، ۳۸۴

Islam Ur-Siyasi, Nazriat : P,438

32۔ ابو عیسیٰ، سنن الترمذی، دار التفاصیل، ۱۴۳۸ھ ۲۰۱۶ مج۔ ۲ ص ۲۲۱ مناقب عبد اللہ ابن مسعود

Abu Issa, Sunan al Tirmidhī, Dar alTafseel, 1438 AH, Vol. 2 p.221 Manaqib Abdullah ibn Masood

33۔ ابنِ قیّم الجوزی، زاد المعاد، مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۱م ج ۳ ص ۱۵۸۱

Ibn Qayyim jaozi, Zad Al Ma'ad, , Maktaba Al-Manar Al-Islamiyyah, 1414AH, 1991 AD, vol. 3, p. 1581

34۔ ایضاً

Ibid

35۔ ندیم مرعلی، اسامہ مرعلی، کنز العمّال : ج ۵ ص ۶۲۰ رقم: ۱۴۰۹۳

Nadim Marali, Osama Marali, Kanz ul Ammal; vol. 5, p. 620, Raqam: 14093

36۔ لامام الحافظ احمد بن علی حجر العسقلانی، ابنِ حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان ۱۴۲۳ھ ۲۰۰۲م ج ۱ ص ۷۲ باب الف والنون رقم: ۲۷۷

Imam Al-Hafiz Ahmad bin Ali Hajar Al-Asqalani, Al-Assabba fi Tamiz Al-Sahabah, Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, Lebanon 1423 AH 2002 AD, vol.1,p.72 Bab Alif walnoon Raqam:277

37۔ ابنِ جوزی، مناقب امیر المومنین عمر بن خطابؓ ص ۵۷، الباب السابع والعشرون فی ذکر عھد ابی بکر الیٰ عمرو

Ibn Jawzi, Manaqib Amir al-Mu'minin Umar ibn al-Khattab, p.57, Albab alsabi wl ishroon fi zikri Ahd Abi bakar ila Amr

38۔ کنز العمّال، : ج ۵ ص ۷۶۳

Kinz al-Amal : Vol 5, p.763

39۔ ابنِ قتیبۃ، عیون الاخبار ج ۱ ص ۱۷ کتاب السلطان ذکر اختیار العمال

Ibn Qutaybah, Ayoun al-Akhbar, vol. 2, p.17, Kitaab alsultan Zikr ikhtiar al Amal

40۔ الرازی، حجۃ الاسلام ابی بکر بن علی الرازی الجصاص، احکام القرآن، احیاء التراث الغربی بیروت لبنان، (س ن) ا ج ۲ ص ۳۷ باب الاستعانۃ باھل الذمۃ

Al-Razi, Hujjat-ul-Islam Abi Bakr bin Ali Al-Razi Al-Jassas,Ahkam-ul-Quran, Ahya alturath al gharbi Beirut Lebanon, Vol.2, p.37 Bab al istianat bi ahl alzima

41۔ محمد بن محمد بن عبد الکریم، ابن الموصلی، حسن السلوک، دار الوطن الریاض، (س ن) ص ۱۶۱

Muhammad bn Muhammad bn Abd al-Karim, Ibn al-Mawsilī, Hus al suluk Dar Al-Watan, Riyadh.p.161

42۔ الامام المحدث شاہ ولی اللہؒ، ازالۃ الخلفاء، عن خلافۃ الخلفاء، دار القلم دمشق، ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳م ج ۱ ص ۷

Imam Al-Muhaddith Shah Wali Allah, Azalat alkhulafa, An Khulfa, Dar alqalam Damas,1434AH 2013, Vol.1, p.7

43۔ ابنِ تیمیہ، مجموعۃ الفتاویٰ، مکتبۃ العبیکان، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸م ا ص ۴۷۶

Ibn Taymiyyah, Majmūatul Al-Fatāwa Maktab Al-Abikan,1419 AH 1998 A.D p.476

44۔ الامام المحدث شاہ ولی اللہؒ، ازالۃ الخلفاء، عن خلافۃ الخلفاء: ص ۳۵ رقم ۱۷

Imam Al-Muhaddith Shah Wali Allah, Azālat alkhulafa, An Khulfa :p.35 Raqam 17

45۔ ایضاً ج ۲، ص ۱۹۵

Ibid Vol.2, p.195

46۔ محمد بن محمد بن عبد الکریم ابن الموصلی، حسن السلوک، :(س ن) ص ۱۶۲

Muhammad bn Muhammad bn Abd al-Karīm, Ibn al-Mawsīli, Hus al suluk,: p.162

47۔ الرازی، حجۃ الاسلام ابو بکر بن علی الرازی الجصاص، احکام القرآن: ج ۱، ص: ۱۰

Al-Rāzī, Hujjat-ul-Islam Abu Bakr bin Ali Al-Razi Al-Jassas, Ahkām-ul-Quran, Vol.1, P.10